سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے } ایڈیٹر انچیف
۱۴ وارث روڈ ۔ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ ۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب } مینجر
ایم ۔ اے ۔ ایمپرس روڈ ۔ لاہور

نور افشاں

خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر صاحب ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے بنام ایڈیٹر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۵ فروری ۱۹۲۶ء	نمبر ۶

صلیب اور صلیب برداری

ہم مسٹر جلال الدین صاحب سیالکوٹی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے عنوان بالا پر ایک قیمتی مضمون برای اشاعت ہمارے پاس بھیجا۔ یہ مضمون آپ کے ایک الٰہ آبادی دوست کا تحریر کردہ ہے جو ہمارے قابل فخر پادری ذریعہ صاحب کے قیمتی مضمون پر اضافہ ہے جو پیشتر نور افشاں میں شائع ہو چکا ہے۔ صلیب اور صلیب برداری پر جو کچھ مسٹر جلال الدین صاحب کے دوست نے رقم فرمایا ہے اُس میں نہایت صفائی سے دنیوی زندگی کے دُکھ اور مصائب کی مشکلات کو حل فرما دیا ہے۔ واقعی انسان کی دنیوی زندگی کے مصائب کی گتھی کا حل صلیب اور صلیب برداری ہے۔ غیر مسیحی دنیا نے جو اس کے حل تجویز کئے ہیں وہ سراسر لغو و باطل ہیں۔ پلیگ کے مریض کی مرض کا ہرگز یہ علاج نہیں کہ وہ بے صبر ہو کر تندرست لوگوں میں چھپنے کی کوشش کر کے اُن میں پلیگ کو پھیلائے۔ اس کے لئے مرض پلیگ ایک صلیب ہے وہ اسے خود صبر اور استقلال سے اُٹھائے اور جائز وسائل سے شفا پانے کی کوشش کرے ورنہ خوشی سے مرنا قبول کرے۔ اس سے بہتر کوئی دوسرا علاج تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ یسوع مسیح کی صلیب میں یہی حقیقت دکھائی گئی ہے۔ ایڈیٹر

"جو میرے پیچھے آنا چاہے وہ ہر روز اپنی صلیب اُٹھائے"

دنیا میں دکھ اور مصیبت کا گذر کیوں اور کس طرح سے ہو گیا۔ اس اہم سوال کا جواب دینے کی ہر مذہب نے کوشش کی ہے۔ عام جواب یہ ہے کہ گناہ کے سبب سے دنیا میں دُکھ اور مصیبت موجود ہے۔ پس اگر کوئی مصیبت زدہ ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے کئے کا پھل پا رہا ہے۔ یہودیوں کے درمیان بھی یہی تعلیم تھی۔ حالانکہ ایوب کی کتاب اسی تعلیم کی تردید میں لکھی گئی۔ ایک مرتبہ خداوند یسوع مسیح سے پوچھا گیا کہ اس اندھے نے گناہ کیا ہے یا اس کے باپ دادوں نے؟ اس سوال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ تعلیم یہودی قوم میں گہری جڑ پکڑ گئی تھی۔ لیکن مسیح کا جواب اس اندھے کی نسبت یہ تھا۔ "نہ اس نے گناہ کیا ہے نہ اس کے باپ دادوں نے بلکہ یہ اس لئے ہوا کہ خدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو"۔ خداوند نے فقط تعلیم سے بلکہ اپنی زندگی سے بھی دنیا پر اس بات کو صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ دُکھ اور مصیبت گناہ کا نتیجہ نہیں۔ علاوہ اس کے مسیح کی زندگی اور تعلیم سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ پھل دار زندگی کے لئے دُکھ اور مصیبت کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ قیصریہ فلپی کے مقام پر مسیح نے اپنی اور اپنے شاگردوں کی زندگی کی کلید یہ راز بتا دی۔ "اپنے سے کہا۔ ضرور ہے کہ ابن آدم دُکھ اُٹھائے"۔ اور شاگردوں سے کہا کہ اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے وہ ہر روز اپنی صلیب اُٹھائے۔ عبارت سے ظاہر ہے کہ ہر شخص کے لئے صلیب ہے۔ ہم خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے معنی جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری صلیب اور خداوند یسوع مسیح کی صلیب میں ایک گہرا تعلق ہے۔ ہم اپنی صلیب پر ذرا غور کریں اور اس کے معنی سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم کوہِ کلوری کی طرف نظر اُٹھائیں۔ جہاں صلیب کا پورا کام پورے طور سے ہو رہا ہے تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ صلیب کیا چیز ہے اور ہم کو کس طرح اُٹھانی چاہئے گلگتہ کے منظر پر غور کرنے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ صلیب ہر طرح کی مصیبت

اور تکلیف کا مرکب ہے۔ انسان کی مصیبت کی تصویر وہاں کھنچی ہوئی ہے۔ ہم صلیب کے مختلف اجزا کا بیان کرینگے

(۱) **جسمانی تکلیف کی صلیب**۔ مرد غمناک نے جسمانی تکلیف کا پورے طور سے سامنا کیا تاکہ ہمیں اس صلیب کے اُٹھانے میں تقویت ہو۔ کیا دنیا میں بہت سے لوگ نہیں ہیں جن کے اوپر جسمانی تکلیف کی صلیب رکھی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ تم ہر روز اپنی صلیب اُٹھاؤ؟ جسمانی تکلیف کے صلیب بردار ذرا کلوری پر نظر کریں۔ یہودی حالانکہ مسیح کے خون کے پیاسے تھے ہمارے خداوند پر احسان جتانے کے لئے پت ملے ہوئے پیش کرتے ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ معلوم تشہ ہیں ہو کر سخت تکلیف سے چھٹکارا پاوے لیکن خداوند نے نہ چاہا کہ وہ اس صلیب سے بچ جائے۔ یہ اس لئے کیا کہ تم تکلیف سے نہ بھاگیں۔ بلکہ پورے طور مقابلہ کریں۔ دو جسمانی تکلیف کے صلیب برداروں کا ذکر شاید فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ ایک شخص جس کا نام ہارٹن ہارپر تھا اس قسم کی صلیب کو اٹھارہ برس تک اُٹھاتا رہا جب بریمیزی میں تعلیم پاتا تھا تو لوگوں کو بڑی امید تھی کہ یہ کلیسیا کا بڑا ابھاری رکن ہوگا اور اس کے دل میں مسیح کی خدمت کرنے کی اُمنگیں اُٹھا کرتی تھیں۔ جب تعلیم ختم کی تو اس کی صلیب میں یہ ایک اور اضافہ ہو گیا کہ اس کی ساری ہڈیاں گل گئیں۔ یہاں تک کہ اپنے منہ پر سے مکھیاں ہٹانے کے لئے بھی لاچار ہو گیا اور اسی حالت میں اٹھارہ برس گذار دیئے۔ اُسے خداوند کی طرف سے یہ آواز سنائی دیتی رہی کہ تم ہر روز اپنی صلیب اُٹھاؤ۔ خداوند اُسکا فرمان اُسے یاد تھا۔ مسیح کی صلیب اس کو تقویت دیتی رہی۔ اُس کی زندگی پھلدار ہوتی رہی۔ اس کا کمرہ دوسرے مصیبت زدوں کے لئے ایک خوشی کا مقام تھا۔ مشنری صاحبان اور طالب علم اُس سے روحانی برکتیں اور تسلی پاتے رہے۔ ہارٹن ہارپر نے اپنی بے نظیر تصنیف **گاڈس وہایٹ تھرون** میں اپنی زندگی سے ثابت کر دیا کہ جسمانی تکلیف کی صلیب ہم کو مسیح کی خوشی سے محروم نہیں کر سکتی۔ نینی متصل الہ آباد کے کوڑھی خانے میں ایک عورت ہے جس کے اوپر صلیب رکھی گئی۔ جب وہ اسکول میں تھی تو منتظموں کو معلوم ہوا کہ کوڑھ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس کو کوڑھی خانے میں آنا پڑا۔ ایک جوان لڑکی کا اس طور پر دنیا کو چھوڑنا اور ہمیشہ کے لئے کوڑھی خانے میں رہنا کس قدر پُر درد ہے۔ اُس کو ہر طرف اندھیرا معلوم ہوتا تھا۔ لیکن خداوند مسیح کی صلیب نے اُسے تقویت دی اور وہ کہتی ہے کہ میں خدا کا شکر کرتی ہوں کہ اُس نے مجھے کوڑھی بنایا۔ کیونکہ میں نے اس حالت میں اُس کی محبت کو پورے طور سے محسوس کیا۔ حالانکہ کوڑھ نے اُس پر پورا قبضہ کر لیا۔ لیکن اُس کے چہرے پر ایسی بشاشت ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ خوشی دنیا کی نہیں بلکہ اُس کی ہے جس نے فرمایا میں تمہیں اپنا اطمینان دیئے جاتا ہوں جس طرح دنیا دیتی ہے اس طرح نہیں۔

(۲) **تعصب اور مخالفت کی صلیب**۔ یہودیوں کی مخالفت کی بنا یہ تھی کہ وہ مسیح کو نہ سمجھ سکے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ اپنی بھلائی کو نہ سمجھے اور بھلائی کرنے والے کو دشمن سمجھ کر صلیب دی۔ بڑے بڑے لوگوں کو اس قسم کی مشکل صلیب اکثر ملی ہے۔ سینکڑوں پاسٹر اور ہیڈ ماسٹر و مشنری صاحبان اس قسم کی صلیب کو روز اُٹھایا کرتے ہیں۔ پاسٹر صاحب کلیسیا کی بہتری کے لئے تجویزیں پیش کرتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اُن کے خیالات کو نہیں سمجھتے ہیں اور نہ سمجھنے کی بنا پر مخالفتوں کے طومار برپا کرتے ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حاکم اپنی صلیب پھینک دیتے ہیں یا اپنی خدمت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ مگر لکھا ہے ہر روز اپنی صلیب اُٹھاؤ۔ مسیح نے اپنے کام کو ترک نہیں کیا ہے اپنے دشمنوں سے ہمیشہ نرمی کا سلوک کیا۔

(۳) **محکومیت کی صلیب**۔ ہمارے خداوند پر حاکموں نے ہر طرح سے ظلم توڑا۔ اُس نے دشمنوں کے واسطے دعا کی کہ یہ معاف کئے جائیں۔ حاکموں کے ظلم کا جواب برداشت سے دیا۔ روایت ہے کہ جس شخص نے مسیح کے پہلو میں برچھی ماری مدت سے آنکھ کے مرض میں مبتلا تھا۔ جب خون اور پانی پہلو سے بہا تو چند چھینٹیں اُس کی آنکھ میں پڑیں اور اس کا مرض جاتا رہا۔ اُس نے مسیح کو قبول کیا اور بعد میں مسیح کے لئے جان دی اُس کا نام لنجیس تھا اور اُس کا نام اُس ملک کے شہیدوں کی فہرست میں پایا جاتا ہے۔ محکومیت کی صلیب بہتوں کو ملی ہے۔ اکثر ہمارے حاکم ہمارے ساتھ ہمدردی نہیں دکھاتے ہیں اور اکثر بہانوں سے کام لیتے ہیں اور زندگی کو تلخ کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں کتنا ضروری ہے کہ ہم اس آیت کو یاد رکھیں کہ تم ہر روز اپنی صلیب اُٹھاؤ۔

(۴) **ساتھیوں کی دی ہوئی صلیب**۔ یہودی طعنہ زنی کرتے رہے تھے۔ لیکن اُس ڈاکو کا لعن طعن کرنا عجب ستم ظریفی تھا۔ اکثر ہمارے ساتھی اور ہم پیشہ ہمارے خیالات سے اتفاق نہیں کرتے اور ہمارے حاکموں اور دشمنوں کے ساتھ مل کر ایذا پہنچاتے ہیں۔ ایسی صلیب سے ہم سب واقف ہیں۔ یہ صلیب بہت بھاری ہے۔ لیکن اس حال میں بھی مسیح کی صلیب تقویت دیتی ہے۔

(۵) **بیوفائی کی صلیب**۔ یوحنا کلوری پر ہے۔ کیونکہ اُس کا سردار کاہن سے رسوخ تھا۔ مگر کہاں ہے پطرس جو کہتا تھا سب چھوڑیں تو چھوڑیں لیکن میں نہ چھوڑونگا۔ مسیح کی آنکھ ہمدردی کے لئے اُٹھتی ہے۔ لیکن کوئی غمخوار نہیں۔ کیا بیوفائی کی حد نہیں۔ جن پر برسوں سے تکیہ تھا وہ اس وقت پیٹھ دکھا جاتے ہیں۔ مسیح نے اُنکی بیوفائی کو یاد تک نہ دلایا۔ اُن کی بیوفائی نے مسیح کی محبت کو کم نہ کیا۔ دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ساتھ کھانے والے نقال ہیں جھپیہ کرتے ہیں اور جب ہم اُن کی طرف سے ناامید ہو جاتے ہیں تو دنیا میں رہنا عبث معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۱)

نور افشاں

مطبوعہ ۵ فروری ۱۹۲۶ء

رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید اور اخبارِ اہلِ حدیث

رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید ہمارے قابلِ فخر واعظ انجیل شریف فاتح قادیان پادری عبد الحق صاحب کی تازہ تصنیف ہے جسے شائع ہوئے چند ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ ہنوز پبلک کو اسکی طباعت و اشاعت کی پورے طور سے اطلاع بھی نہ ہوئی تھی کہ اخبار اہلِ حدیث کے مدیر کبیر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس کا جواب اہلحدیث میں نکالنا شروع کر دیا۔ ایک دو نمبر ملاحظہ کرنے کے بعد خیال آیا کہ مولینا مولوی ثناء اللہ صاحب دراصل رسالہ مذکور کا جواب تو لکھ نہیں سکے البتہ آپ اپنے اخبار میں رسالہ **اثبات التثلیث فی التوحید** کے لاجواب ہونے کا اعلان کرنے لگے ہیں تاکہ مسلم پبلک پر اس کی معقولیت کو ظاہر و ثابت کر دیں۔ آخر یہ طریق بھی تو رسالہ مذکور کی اشاعت کے لئے مفید تھا اس وجہ سے نور افشاں نے چپ سادھ لی۔ اہلحدیث کے جواب میں کچھ لکھنا ضروری نہ سمجھا۔ مگر سب ناظرین ہماری ہی سمجھ کے نہیں ہوتے۔ اہلحدیث کے دفتر سے ہمیں اس نمبر کے دو پرچے ملے تھے جن میں پادری ثناء اللہ صاحب نے پادری عبد الحق صاحب کے رسالہ کا جواب دینا شروع کیا تھا ایک فاضل پرچہ ہم نے مسٹر موسیٰ خاں کی نذر کر دیا۔ اُنہوں نے غالباً وہی پرچہ ہمارے قابلِ فخر علامہ ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب جنت دیباچہ نویس کے پاس روانہ فرما دیا جنہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ اثبات التوحید کا جواب دینا بھی شروع کر دیا ہے۔ اور ہم آپ کے جواب کو مذاکرہ علمیہ کے عنوان سے نور افشاں میں درج کرتے ہیں۔

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ گذشتہ دنوں میں مسیحی مناظروں اور پادریوں کے خلاف احمدی اصحاب کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے ہم نے انہیں کہا تھا کہ عیسائیوں میں ایسی ہستیاں بفضل خدا موجود ہیں۔ جو اُن کا ہر کہیں منہ بند کر سکتی ہیں۔ اس کے تھوڑے دنوں کے بعد پادری عبد الحق صاحب اور پادری سلطان محمد پال صاحب افغان احمدی اصحاب کے مشاہدہ میں آ گئے۔ ہمارے احمدی دوستوں نے اور دیگر برادران اسلام نے اُن کی علمی فضیلت کو خوب دیکھ لیا۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب تیسرے مردِ میدان کو پبلک کے روبرو آنے پر مجبور کر بیٹھے ہیں۔ ناظرین کرام اس تیسرے مردِ میدان کے علمی جوہر بھی اوراق نور افشاں میں ملاحظہ فرمائینگے۔

ہم اس بات کا صفائی سے اظہار کر دینا چاہتے ہیں کہ مسلم علماء ہماری عزت و تعظیم کے مستحق ہیں۔ ہم مسیحی ان سے ہرگز ان معانی میں مقابلہ نہ کرینگے جن معانی میں ہم غیر مسیحیوں سے کیا کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک مسلم اصولاً مسیحیت کی ہر ایک نعمت کے مساوی طور سے حقدار ہیں۔ ہمارا اور اُن کا تخالف۔۔ محض بعض عقائد و مسائل کی تفسیر و توضیح سے تعلق رکھتا ہے۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ خدا کی وحدانیت کا ہے جو زیر بحث ہے۔ اس بات کو روبرو رکھتے ہوئے مولنا مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولنا مولوی حشمت اللہ صاحب کی تحریرات کو دیکھیں اور لطف اُٹھائیں ✦

ہمعصر آریہ گزٹ کی نور افشاں پر ترچھی نظر

نور افشاں کی اشاعت قریبہ میں ایک مضمون مسٹر بطی کا نکلا تھا۔ اُسے پڑھ کر ہمعصر آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۲۱ جنوری نے "عیسائیوں کا برا حال" کا عنوان دیکر ایک نوٹ سپرد قلم کیا ہے جس کے آخر میں لکھا ہے کہ **جب عیسائی خود نوکریوں کے لئے رو رہے ہیں تو جو ہندو نوجوان نوکریوں کی خاطر عیسائی بننا چاہتے ہیں اُن کو سوچ کر قدم اُٹھانا چاہئے۔**

ہم اپنے ہمعصر کی اس رائے کی دل سے قدر کرتے ہیں کہ اُس نے نور افشاں کے اشارے کو خوب سمجھا اور نوکری کی خاطر عیسائی ہونے والے ہندو نوجوانوں کو متنبہ کر دیا کہ عیسائیت کے حدود میں نوکریوں کے آگے ہی دیوانے نکلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہندو نوجوانو! اب عیسائی ہونے کی تکلیف مت اُٹھاؤ۔ جب نوکریوں کی صورت بہتر ہو جائیگی تب پھر عیسائی ہو جانا۔ ہمارا اپنے معزز ہمعصر کی رائے سے کُلی اتفاق ہے۔ شاید ہمارے معزز نامہ نگار نے ہندو نوجوانوں کے عیسائی ہونے کے طرز عمل کو دیکھ کر ہی مضمون لکھا تھا۔ ہم بھی اپنے معزز نامہ نگار کی باریک بینی کی داد دیتے ہیں۔

"پھر عیسائیوں میں ذات پات کے بندھن" کے عنوان سے ہمعصر آریہ گزٹ نے ایک اور نوٹ رقم فرمایا ہے جس کے آخر میں لکھتے ہیں "یہ سطور ظاہر کرتی ہیں کہ ذات پات کے اژدہا نے عیسائیوں (کو) بھی ہڑپ کر لیا"۔ اس کے جواب میں اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ جب ذات پات کے اژدہا نے دیکھا کہ ہندو بھائیوں میں آریہ صاحبان ذات پات کے اژدہا کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہیں تو یہ اژدہا اگر نوکری کی تلاش میں عیسائیوں میں اُگھسا ہو تو کیا تعجب مگر اُسے کیا خبر تھی کہ عیسائیت

ہیں تو آگے ہیں اس ذات پات کے اژدہا کی خوفت پر حکم موجود ہے۔ اُس نے بھلا عیسائیت میں کہاں پناہ پائی تھی۔ اسکی صورت کی نمایش پر ہی عیسائی چلا اٹھے ہیں۔ اب اسکی خیریت سمجھیں اسے وہاں ہی جانا پڑیگا جہاں سے آیا تھا۔ آپ اپنی خیر منائیں جو اس کے منہ میں ہیں۔ ہمارے ہڑپ ہو جانیکی مطلق فکر نہ کریں ہم اُسے سمجھ لینگے۔

شری کورو کشیتر پر سورج گرہن میلا کا معائنہ

ملک بیلی رام جی ایم۔اے کا معائنہ و مشاہدہ جوہر گزٹ نے شائع فرما کر پبلک پر ایک حد تک احسان فرمایا ہے۔ اس سے ہند کے ۱۴ کروڑ ہندو صاحبان کی مذہبی حالت پر اور آریہ سماج کی کارگذاریوں اور نتیجوں پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملک صاحب کا بیان نہایت طویل ہے اس کے سوا پروف ریڈنگ کی غلطیاں بھی رہ گئی ہیں تمام بیان نقل نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں سے ذیل کی عبارتیں درج اخبار کی جاتی ہیں۔ ملک صاحب لکھتے ہیں

شریمتی آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا کی آگیا پاکر میں اور پنڈت ہریش چندر جی بھجنیک ۷ جنوری کی شام کو ساڑھے نو (۹½) بجے کی گاڑی سے لاہور سے روانہ ہوئے ...... ۸ جنوری کی ۱۰ بجے کروکشیتر سٹیشن پر پہنچ گئے ... مجھے یہ دیکھ کر تسلی ہوئی کہ انتظام ریلوے تسلی بخش تھا ... میلہ کا ٹکٹ لیکر ہم اڈے پر پہنچ گئے ... ہم ایک ٹانگہ پر سوار ہو کر بڑی آسانی کے ساتھ اپنے پنڈال میں داخل ہوتے ہی میں تو یہ سمجھا کہ پنڈت بشمبر دت جی و پنڈت موہن لال جی کے اچھے یگ پر آ پہنچا ... چونکہ ابھی ۱۰ تاریخ تھی اور میلہ کا جوبن پر نہ تھا۔ آج کے دن ہمارے پاس بہت سا فراغت کا وقت تھا اس لئے پیٹ پوجا سے فارغ ہو کر ہم میلہ کی سیر پر چل پڑے۔ میلہ کیا تھا بانہ اسی بازار تھا ... مگر غضب کہ جتنی بھی زمین کا کرایہ پندرہ پندرہ ... بیس بیس تیس تیس چالیس چالیس شائد اس سے بھی زیادہ اور صرف میلہ کے دنوں کا کرایہ تھا) اور امید نہیں کہ کوئی دوکاندار گھاٹے میں رہا ہو۔ میلہ دیکھنے والوں کا حال دریافت کرتا تھا جنکی جیبوں سے روپیہ نکالا گیا۔ تو حقیقت معلوم ہوتی۔ پر اُن کے نقصان کا اندازہ کس نے کرنا تھا؟ اڈیٹر)

... آگے ایک عجیب دوکان دکھائی دی۔ یہاں ہندوؤں کے بھگوان بک رہے تھے۔ یہ رام ہے یہ سالگرام ہے یہ کرشن یہ شو۔ یہ وشنو غرض طرح کی مورتیاں طرح طرح کے لباسوں میں سجی ہوئی بک رہی تھیں اور لطف یہ کہ مورتیوں کو بھی سودیشی کپڑے نہیں پہنائے ہوئے رکھتے۔ ناظرین کرام ہندوؤں کے بھگوان کی مورتیوں کے لباس پر ضرور غور فرمائیں۔ بھگوان جی کی مورتیاں تو ولائتی کپڑوں کے لباس پسند فرمائیں اور ہندو صاحبان ولائتی کپڑوں کا بائیکاٹ کریں اور انہیں آگ میں جلائیں۔ یہ طرز عمل کیا معنے رکھتا ہے؟ اڈیٹر) کتابوں کی دکانیں ورلی تھیں ہمیں تو سارے میلہ میں دو تین سے زیادہ کر نظر نہیں آئیں۔ ہاں عیسائی لوگ چھوٹے چھوٹے اُردو اور ہندی میں لکھے ہوئے ٹریکٹ مفت بانٹ رہے تھے اور اُردو کی بائبل ۲ پیسہ اور ہندی کی معہ جلد ۳ میں عام بک رہی تھی۔ سچ مچ تیرتھ کا لابھ عیسائیوں نے ہی لوٹا۔ ہاں ایک دو جگہ پر اسلامی جنتری کے اشتہار بھی نظر آئے اور وہ کہیں ایک جگہ بک رہے تھے۔ میں نے عیسائیوں سے کہا اب ہندو بیدار ہو چکے آپکی بائبل کو کوئی نہیں خریدیگا۔ (جواب میں عیسائی نے کہا ہماری تو ہندی کی بائبل کی بڑی بکری ہو رہی ہے آپ کہیں یا نہ کہیں ہندو خرید ہی رہے ہیں۔ کیا خوب!) اس کے بعد ملک بیلی رام صاحب اگلی دکان پر تشریف لے گئے۔ ان دوکانوں کا بیان ہم کرنا نہیں چاہتے صرف اس قدر عرض کرکے نوٹ ختم کر دیتے ہیں کہ کورکشیتر کے معائنہ اور ملاحظہ سے ملک صاحب نے بخوبی دیکھ لیا کہ ہندو صاحبان اس درجہ تک بیدار ہو گئے ہیں کہ اب انہیں نیند سے سروکار ہی نہیں رہا۔ یہ سب کچھ آریہ دوستوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ افسوس کہ ہم ملک صاحب کے کل مشاہدات اخبار میں درج نہیں کر سکتے ہیں۔ ان میں بعض مشاہدے تو نہایت دلشکن ہیں۔

پریم

اخبار کی دنیا میں پریم نامی بچہ ہنوز تین ہفتہ کی عمر کا ہو جس کے تینوں نمبر ہم نے پڑھے۔ یہ ہفتہ وار پرچہ ہے۔ جو علامہ مولینا مولوی تاجور صاحب کی زیر ادارت لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ یہ سکول و مدارس کے لڑکوں کے واسطے صفحۂ ہستی میں نمودار ہوا ہے۔ پریم کے رنگ ڈھنگ سے اسکی صورت و شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر ایک خاندان اور مدرسہ میں مقبولیت عامہ حاصل کریگا۔ دیدہ زیب کتابت وطباعت کے علاوہ کاغذ اول درجہ کا۔ رنگین تصاویر کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ اس کے عنوان سے اس کا مدعا و مقصد بخوبی عیاں ہے جو حسب ذیل ہے۔

بھارت ماتا سب کی مائی - سب ہندی ہیں بھائی بھائی
من میں بہائیں پریم کی گنگا - ہندو مسلم سکھ عیسائی

جس سے ظاہر ہے کہ پریم کا مقصد بچوں کو ہندو مسلم سکھ عیسائیوں کے باہمی پریم و محبت اور اتحاد و اتفاق کے سبق پڑھانا ہے۔ مضامین و حکایات و بیانات نہایت شستہ و مہذبانہ ہوتے ہیں۔ جو بچوں کے لئے بہتر سبق آموز ہیں۔ ہم صدق دل سے سفارش کرتے ہیں کہ ناظرین کرام پریم کو اپنے بچوں کے فائدے کے لئے ضرور خریدیں۔ سرورق کے سوا ۴۴ صفحہ کی ضخامت اور قیمت چھ روپیہ سالانہ ہے۔ مینیجر پریم لاہور سے طلب فرمائیں۔

امرتسر میں میراں بخش نامی ایک شخص اپنی سات سالہ لڑکی کے قتل پر سشن سپرد ہوا ہے۔ افسوس۔



شذرات

مبارک وہ ہیں جو قانع ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ کافی ہے لیکن ایسے قانع لوگ دنیا میں ہمیشہ سے تھوڑے چلے آئے ہیں۔ درحقیقت اہل قناعت ہی دینداروں دانا لوگ ہوتے ہیں جو ہر حالت میں کہنا جانتے ہیں کہ میں غنی اور دولتمند ہوں میرے پاس ہمیشہ کافی سامان زندگی ہے۔ انہیں تھوڑی چیزوں کی فکر ہوتی ہے اُن کے ضائع ہونے سے تھوڑا رنج ہوتا ہے۔ ان کی خوشی میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔

اِنسان اپنے خیالات میں دوسروں سے اشتراک و موافقت کر سکتا ہے۔ پر وہ اپنے احساسات میں دوسروں کے ساتھ اشتراک نہیں کر سکتا۔ جو کچھ ہر ایک انسان محسوس کرتا ہے وہ بالکلیہ اُس کی ہی ملکیت ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی خدا کی بابت خیال کرتا ہے۔ اس میں کوئی دوسرا حصہ دار نہیں بن سکتا۔ پر اگر میں خود خدا کی بابت محسوس کروں تو میں اسے اپنا بناتا ہوں۔

اگر تم اپنے آپ کو جاننا چاہتے ہو تو دوسروں کے افعال و اعمال پر غور و فکر کرو۔ اگر تم دوسرے لوگوں کو جاننا چاہتے ہو تو تم اپنے آپ پر اور اپنے باطن پر غور و فکر کرو۔

بہت سے عالم اصحاب اپنی علمیت کو اچھے مقاصد و اغراض میں استعمال نہیں کرتے۔ اس وجہ وہ دغا دینے والے بنجاتے ہیں۔ ان کا علم کھرا نہیں رہتا۔ اس میں جھوٹ کی ملاوٹ ہوجاتی ہے۔ اس سبب سے وہ جھوٹے ہادی اور رہنما بنجاتے ہیں۔ ہمیں اپنی علمیت کو خالص رکھنے کی ہر توڑ کوشش کرنا چاہئے۔

اگر ایک چونا پیسنے یا آٹا پیسنے کی بڑی چکی کا پاٹ کند ہوجائے تو اسے تیز کرنے میں کتنی دقت پیش آئیگی؟ وہ بغیر چوٹوں اور زخموں کے کیسے کام کا بن سکتا ہے؟ ایسے ہی اگر انسان پر مصائب و تکالیف کے حملے نہ ہوں وہ خدا کے مطلب کا نہ بن سکتا ہے اور نہ خدا کے کام کا رہ سکتا ہے بمصائب و تکالیف ہماری کند بشریت کو تیز کر دیتی ہیں۔ اس لئے اُن کو لعنت خیال کرنا سخت غلطی ہے۔

ڈاکٹر آربن

انجہانی مرحومہ مسز ای۔ ایم۔ وہیری صاحبہ

گذشتہ ہفتہ کی ولائتی خبروں میں مسز ای۔ ایم۔ وہیری صاحبہ کے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمانے کی خبر آچکی ہو جس سے ڈاکٹر وہیری صاحب اور مسز وہیری صاحبہ کے واقفکاروں کو دلی رنج اور افسوس کا سخت احساس ہوگا مسز وہیری صاحبہ اُن امریکن خواتین مشنری لیڈیز میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی عمر کا کثیر حصہ اپنے نامور شوہر ڈاکٹر ای۔ ایم۔ وہیری صاحب کے ساتھ خصوصاً پنجاب میں خداوند کی خدمت میں کاٹا۔ اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں پنجابی مسیحیوں کے بنانے میں آپ نے اپنی زندگی کی قوت و لیاقت کو صرف کیا۔ سینکڑوں ہندو مسلمانوں کو اپنی خدمات سے فیض پہنچایا۔ خصوصاً لودہیانہ کا ضلع اور لودہیانہ کی کلیسیا آپ کی مسیحی زندگی کی خدمات کا مرکز تھے۔ جہاں سینکڑوں مسیحی لڑکیوں اور مسیحی مستورات اور مسیحی بھائیوں نے آپ کی مشنری خدمات سے دیرپا فیوض حاصل کئے جیسے ڈاکٹر وہیری ویسے ہی مسز وہیری صاحبہ لودھیانہ کو اپنا گھر سمجھا کرتی تھیں۔ آپ غریب غربا پر نہایت مہربان تھیں۔ ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا مرحومہ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مشہد میں چوبیس گھنٹے تک برفباری

پاوینیر کا نامہ نگار مشہد اطلاع دیتا ہے کہ ۲۴ گھنٹے سخت برفباری ہوئی۔ ۶۰ آدمی سردی کی زیادتی کے باعث مشہد کی گلیوں میں مر گئے۔

مذاکرۂ علمیّہ

یعنی

مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مدیر اہلحدیث امرتسر کے مضمون اِثباتُ التوحید کا جواب

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ منشی فاضل)

مولینا مولوی محمد ابراہیم صاحب نے قبل ازیں اخبار اہلحدیث امرتسر میں اس موضوع پر کچھ خامہ فرسائی کی تھی۔ جس کا جواب باصواب منجانب عالیجناب پادری عبدالحق صاحب سلطان المناظرین و فاتح قادیان کیطرف سے نور افشاں لاہور کے کالموں میں چھپ چکا ہے ہمیں امید کامل اور یقین واثق تھا کہ مولینا صاحب پادری صاحب کے جواب میں پھر کچھ تحریر فرمائینگے۔ مگر وہ ایسے مجحوب ہوئے کہ آجتک دم بخود ہیں اور اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ لیکن شکر ہے کہ ہمارے شیر پنجاب جناب مولینا مولوی ابوالوفا **ثناءاللہ** صاحب مولوی فاضل مدیر اخبار اہلحدیث امرتسر نے پادری صاحب موصوف کے رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید کا جواب لکھنے کی بادلِ ناخواستہ جسارت و جرأت کی ہے چنانچہ ہم نے شیر پنجاب کا جوابی مضمون بعنوان **اِثباتُ التوحید** بجواب رسالہ **اِثباتُ التثلیث فی التوحید** اہلحدیث امرتسر مطبوعہ ۱۵ جنوری سن رواں میں پڑھا۔ ہماری دانست میں جوابی مضمون چنداں وقیع نہیں کہ جناب پادری عبدالحق صاحب کو خود اس کا جواب لکھنے کی ضرورت لاحق ہو۔ ہاں اگر مولینا صاحب کبھی بہترین ہتھیاروں سے مسلح ہوکر اس کا جواب لکھنے کی کوشش کرینگے یا کوئی اور باخبر مستند عالم اسکا ردّ باقاعدہ مدلل طور سے لکھنے کی جرأت کریگا تو پھر پادری صاحب ممدوح دیکھ لینگے۔ مگر موجودہ جواب کی تردید کر دینے کے لئے **دیباچہ نویس** ہی کافی ہے۔

مولوی صاحب موصوف نے پہلے یہ دعوے کیا ہے کہ

پادری صاحب نے معقول اصطلاحات تو بہت لکھی ہیں۔ مگر فن مناظرہ سے بالکل دور ہو کر رسالہ ہذا تصنیف کیا ہے۔ادنٰے طالب علم بھی جانتا ہے کہ مدعی کا فرض ہے کہ سب سے پہلے اپنے دعوے کی تصویر بلکہ تشریح بتائے۔ بعد ازاں اس پر دلیل پیش کرے۔ پھر مخالف کے ایرادات کو دفع کرنے پر متوجہ ہو۔ اس کے بعد منکر کا حق ہے کہ اس دلیل پر تین طرح میں سے کسی طرح پر اعتراض کرے (نقض۔ منع۔ معارضہ) مگر پادری صاحب نے اپنے دعویٰ کی تشریح تو کجا سادہ لفظوں میں بیان دعوے بھی نہیں کیا۔ اور نہ اس پر باقاعدہ کوئی دلیل دی ہے۔ حالانکہ اسی رسالہ میں تشریح اور بیان دعوے سب کچھ موجود ہیں۔ چنانچہ دیکھئے۔

(۱) من حیث الذات واحد اور من حیث الاقانیم ثالوث صفحہ ۵ سطر ۱۳ و ۱۴ اور صفحہ ۲ سطر ۱۸ و ۱۹۔

(۲) وہ (اقانیم ثلثہ) ذات وصفاتِ ذات میں متحد اور صفات نسل میں متمائز ہیں صفحہ ۱۲ سطر ۹ و ۱۰۔

(۳) کلام مقدس سے مسئلہ تثلیث کا ثبوت و بیان صفحہ ۱۶ سطر ۹ تا ۲۳ و صفحہ ۷ سطر ۱ تا ۱۸۔

(۴) لفظ اقنوم کی تشریح صفحہ ۹ سطر ۲ تا ۱۴۔

(۵) اور ذاتِ واحد میں کثرت کی مثال آپ کے سورج ہی سے دی گئی ہے صفحہ ۱۰ سطر ۱ تا ۱۸۔

چونکہ آپ نے بادلِ ناخواستہ اس پر سرسری نظر ڈالی ہے۔ اس لئے یہ فروگذاشت آپ ہی سے ہوئی ہے نہ کہ ہمارے پادری صاحب موصوف کی جانب سے۔ کما لا یخفٰی

علاوہ ازیں آپنے تو عقیدہ اقنامیس ہی پر کوئی اعتراض کیا ہے، حالانکہ ہم کسی عقیدہ کو اسی قدر جانتے ہیں جس قدر کہ وہ کلام الٰہی کے مطابق ہو، اور نہ دیباچہ نویس کی مدِ نظر سی روشنی ہی میں آپکو کوئی نقص دکھائی دیا اور پادری صاحب کی تشریح کا تو ہاتھ میں چراغ رکھتے ہوئے بھی عجیب دلادری سے انکار کر دیا۔

(باقی باقی)

کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے

گزشتہ سے پیوستہ

اب ہر منصف مزاج شخص غور کر سکتا ہے کہ اگر خداوند کا یہ خیال ہوتا کہ ان کی رسالت صرف اہل یہود تک ہی محدود ہے اور اگر ان کا یہ مطلب ہوتا کہ قطعی طور پر اپنے شاگردوں کو حکم دیتے کہ غیر اقوام کے پاس نہ جانا اور نہ سامریہ کے کسی شہر میں داخل ہونا تو وہ اپنے الوداعی احکام یہ صادر نہ کرتے کہ **یروشلیم۔ تمام یہودیہ اور سامریہ بلکہ زمین کی انتہا تک تم میرے گواہ ہوگے**" اور کہ "**تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو**" "اور جا کر سب قوموں کو **شاگرد بناؤ**" یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنی زندگی میں تو خداوند نے ایک لائحہ عمل اور طرز عمل اختیار کیا ہو اور ایک تعلیم دی ہو اور وصیت کرتے وقت جب اپنی رسالت کا مدعا اور اپنی آمد کی علت غائی کا نچوڑ شاگردوں کو بتا رہے ہوں وہ ان کے سامنے بالکل ہی مختلف لائحہ عمل پیش کریں۔ اپنی وصیت میں اسی بات کی خداوند تلقین کر رہے ہیں جس پر وہ خود اپنی زندگی میں عمل کرتے رہے ہیں اور جسکی اپنے شاگردوں کو ہدایت کرتے رہے ہیں۔ اس وصیت میں خداوند فرماتے ہیں تم مت ہراساں اور پریشاں ہو۔ آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ اس لئے تمام دنیا تمہارا کھیت ہے۔ تم جا کر ساری خلق کو بشارت دو اور ہر قوم کو کہو کہ انجیل کے پیغام پر عمل کریں اور دیکھو میں ہر وقت اور ہر جگہ تا ابد تمہارے ساتھ ہوں"۔

مُنجیِ عالمین کے لائحہ عمل۔ طرز عمل۔ تعلیمات۔ احکام۔ اور ہدایات سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا یہ ہرگز خیال نہیں تھا کہ آپ کی رسالت صرف اہل یہود تک ہی محدود تھی اور کہ آپ صرف یہودی مذہب کی اصلاح کے واسطے ہی مبعوث ہوئے تھے۔ خداوند کی زندگی تعلیم اور ہدایات سے ہم صرف اسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ آنخداوند کل بنی نوع انسان کی نجات کے واسطے اس دنیا میں آئے تھے اور ان کی تعلیم دنیا کے تمام ممالک اور قوموں کے لئے ہے اور آن کی شاگردوں کو یہی تعلیم تھی کہ تم یروشلیم یہودیہ سامریہ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو۔

اگر کوئی خداوند کے ذہن کے خیالات کو سمجھ سکتا تھا تو وہ شاگرد تھے۔ خداوند کے حواری مابعد کی پشتوں اور مخالفین سے کہیں زیادہ اپنے خداوند اور منجی کے خیالات اور مطالب کو جان سکتے تھے۔ اگر ہم ان شاگردوں کے طرز عمل اور تعلیم اور ہدایات پر غور کریں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ بھی یہی سمجھے کہ آنخداوند صرف یہودیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ غیر مختونوں اور غیر یہود کے لئے بھی اس دنیا میں آئے تھے۔

خداوند کی آخری ہدایات کے موافق شاگردوں نے اول ہی اول یروشلیم میں گواہی دینی شروع کی انہوں نے یروشلیم سے انجیل جلیل کی بشارت دینی شروع کی اور اس کو مرکزی مقام قرار دیکر آس پاس کے گاؤں۔ قصبوں اور شہروں میں انجیل کی بشارت کی خدمت شروع کر دی۔ جوں جوں ایذا رسانی شروع ہوتی گئی ان کا جوش بڑھتا گیا۔ فلپس شہر سامریہ میں جا کر منادی کرنے لگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور لوگوں نے بالاتفاق اسکی باتوں پر جی لگایا۔ ۔ ۔ جب رسولوں نے جو یروشلیم میں تھے سنا کہ سامریوں نے خدا کا کلام قبول کر لیا تو پطرس اور یوحنا کو ان کے پاس بھیجا۔ ۔ ۔ وہ گواہی دیکر اور خدا کا کلام سنا کر یروشلیم کو واپس ہوئے اور سامریوں کے بہت سے گاؤں میں خوشخبری دیتے گئے" (اعمال ب ۸) منجی کونین کے مصلوب ہونے کے تین سال کے اندر اندر مسیحیت اور مسیح کی انجیل دمشق میں پھیل گئی اور وہاں اُس نے ایسی جڑ پکڑ لی



کو سرداروں کاہن سے دمشق کے عبادتخانوں کے نام اس مضمون کے خط لئے تھے اور اس نے شاؤل کو خط دیئے "تاکہ جنکو وہ مسیحیت پر پائے" خواہ مرد خواہ عورت ان کو باندھ کر یروشلیم میں لائے"۔ (اعمال ۹:۲) مقدس ستفنس کے شہید ہونے پر مسیح کے شاہد انطاکیہ تک چلے گئے اور انہوں نے یونانیوں کو بشارت دی اور خداوند کا ہاتھ ان پر تھا اور بہت سے لوگ ایمان لاکر خداوند کی طرف رجوع ہوئے۔ ان لوگوں کی خبر یروشلیم کی کلیسیا کے کانوں تک پہنچی اور انہوں نے برنباس کو انطاکیہ تک بھیج دیا۔ وہ پہنچکر اور خدا کا فضل دیکھ کر خوش ہوا"۔ (اعمال ۱۱:۲۱)

واقعہ تصلیب کے تین سال کے اندر اندر یہ سب کچھ شاگردوں نے کر دیا۔ اہل یہود نے خیال کیا تھا کہ "اُمت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے"، اور انہوں نے مسیح کو مصلوب کر کے اپنے زعم میں اس کی رسالت اور پیغام کا خاتمہ کر دیا تھا۔ لیکن وہ اپنی خواب سے جاگے اور یہودیت کو قائم رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اور ایذارسانی پر کمر باندھی۔ لیکن شہیدوں کا خون کلیسیا کا بیج ہی ثابت ہوا۔ خداوند کے مصلوب ہونے کے بیس سال کے اندر اندر انطاکیہ جو پہلے زناکاری اور شہوت پرستی کا گھر تھا اب انجیل جلیل کی بشارت کے لئے ایک مرکزی مقام بن گیا اور وہاں سے ایشیائے کوچک اور ایجین کے جزائر میں بشارت کا پیغام بھیجا گیا۔ صلیب کے مرسلین مقدونیہ اور یونان کو بھی انجیل کا پیغام فرحت افزا سنا گئے اور اس جزیرہ نما سے اطالیہ اور روم اور سپین اور زمین کی انتہا تک مژدۂ جانفزا دیتے گئے۔

برکت اللہ

کشمیر میں آجکل غضب کی سردی ہے۔ ابھی برفباری ختم نہیں ہوئی۔ پانی کے نلکے رات کو جم جاتے ہیں۔ نالیاں اور حوض خوب جمکر یخ بستہ ہوتے ہیں۔ سڑک کا کیچڑ کاڈ تک جم جاتا ہے اور سڑک شیشے کی سڑک سی معلوم ہوتی ہے

ہفتہ صحت کے انعقاد کی پیش از پیش تیاریاں

پنجاب کے مختلف اضلاع میں جدوجہد

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب میں آیندہ ہفتہ صحت کی تقریبات کے متعلق وسیع پیمانہ پر تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ ماہ نومبر ۱۹۲۵ء میں ہفتہ صحت کی جو کمیٹی مرتب ہوئی تھی۔ ہز اکسیلنسی لیڈی ہیلی صاحبہ اُس کی صدر۔ اور لفٹنٹ کرنل گل ڈائرکٹر صحت عامہ پنجاب اُس کے جنرل سکرٹری مقرر ہوئے تھے۔ ۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو جنرل کمیٹی کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب لیڈی ہیلی صاحبہ منعقد ہوا جس میں جنرل سکرٹری نے آیندہ ہفتہ صحت کے نظام عمل کی تشریح کی۔ صوبہ کے مختلف اضلاع میں بھی ہفتہ صحت کو کامیاب بنانے کے لئے سرگرم جدوجہد جاری ہے۔ لاہور میں ایک عام جلسہ کیا گیا جس میں دو ہزار روپیہ ہفتہ صحت کی تقریبات کے خرچ کے لئے جمع ہوا۔ اس جلسہ میں پرنسپل کمیٹی لاہور کی طرف سے مالی امداد کا وعدہ بھی کیا گیا۔ فیروزپور۔ امرتسر۔ رہتک۔ گوڑگانوں۔ ملتان۔ منٹگمری۔ شاہپور۔ سیالکوٹ۔ گورداسپور۔ کانگڑہ۔ اٹک اور دیگر اضلاع کے ہیڈکوارٹروں اور دیگر قصبات و دیہات میں ہفتہ صحت کی تقریبات کے انعقاد کے متعلق انتظامات کئے جا رہے ہیں اور امید ہے کہ اس سال کی تقریبات گذشتہ سال کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہونگی۔

جنرل کمیٹی کے اجلاس مذکور میں ہفتہ صحت کے ذریعہ آبادی کے تمام حلقوں اور جماعتوں میں صحت کے عام قوانین کی اشاعت کی جائیگی تاکہ ہر طبقہ و جماعت کے لوگ اُن سے واقف ہو جائیں۔ علے الخصوص آیندہ نسل کیلئے قوانین صحت کے علم کی اشد ضرورت ہے۔ اجلاس مذکور میں یہ قرار پایا کہ مقامی کمیٹیاں اپنے مخصوص حالات کو مدنظر رکھکر نیا نظام عمل مرتب کریں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے شہروں اور دیہاتی رقبوں کے لئے ایک عام پروگرام مقامی کمیٹیوں کی رہنمائی اور امداد کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔

ہفتہ صحت سے پہلے تعلیمی کام کا انتظام

تجویز کی گئی ہے کہ بڑے بڑے قصبوں میں ہفتہ صحت کی تقریب سے پہلے دو ہفتہ تک صحت کی عام تعلیم دی جائے اور اس غرض کے لئے ایک تعلیمی سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ یہ تعلیم مندرجہ ذیل امور کے متعلق ہوگی۔ بچے کی پیدائش اور پرورش کے متعلق طبی عورتیں پردہ دار مستورات کو اور عام معائنہ کرنے والی عورتیں دائیوں کو جادو کی لالٹین۔ باہمی گفتگو اور بہبودی اطفال کے مرکزی مقام آمدورفت کے ذریعہ تعلیم دینگی۔ خانگی صفائی اور دیگر خانگی امور میں عورتوں اور لڑکیوں کو تعلیم دی جائیگی امور صحت پر لڑکوں کو جادو کی لالٹین کے ذریعہ لکچر دیئے جائینگے۔ بالغ اشخاص اور طلبا کو امراض پیدا ہونے اور پھیلنے کے اسباب اُن کے متعلق انسدادی تدابیر پر جادو کی لالٹین کے ذریعہ مستفید کیا جائیگا۔

مقاصد صحت و تندرستی کے لئے نمائش

شہروں میں ہفتہ صحت کا امتیازی پہلو مقاصد صحت کی نمائش ہوگا۔ جہاں کہیں بچوں کی نمائش بھی پروگرام میں شامل ہو، وہاں بہتر ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نمائش کی چار دیواری کے اندر منعقد کی جائے۔ اگر سات دن کا پروگرام مقرر کیا جائے تو ضروری ہے کہ کم از کم دو دن تو پردہ دار مستورات اور ایک دن سکول کے بچوں کے لئے مخصوص کر دیئے جائیں۔ ہفتہ صحت کی مقامی انجمنوں کو چاہئے کہ وہ ہفتہ صحت اور ہفتہ اطفال کے نتائج کو مرکز بہبودی اطفال و زچگان کی صورت میں منتقل کرنے کے لئے چندہ جمع کریں۔

چھوٹے قصبوں اور دیہاتی رقبوں میں ہفتہ صحت

امید ہے کہ مندرجہ بالا پروگرام چھوٹے قصبوں

اور دیہاتی رقبوں میں بھی ملحوظ رکھا جائیگا۔ گو وہ چھوٹے پیمانہ پر ہو۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ ان جگہوں میں تقریبات صدر مقام کی تقریبات سے بعد کسی تاریخ پر منعقد کی جائیں دیہاتی آبادی اور چھوٹے قصبوں میں خاصکر جہاں تعلیم کم ہے اور آمد و رفت مشکل ہے صحت کے اصولوں کی اشاعت کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ ہفتہ صحت کی تقریبات میں سکول کے بچوں کو جادو کی لالٹین کے لکچروں اور صحت کے متعلق ڈراموں کے ذریعہ مستفید کیا جائے۔ امید کی جاتی ہے کہ تمام اضلاع کے سول تعلیمی طبی اور حفظان صحت کے افسر اور دیہاتی علاقوں کے مدرس اس تجویز پر تاحد امکان عمل کرینگے۔ ہفتہ مذکور کے دوران میں تعلیمی کام کے علاوہ ایک دن ورزشی یا مقبول عام کھیلوں کے لئے وقف کیا جائے اور آخری دن صحت کے متعلق ایک ڈرامہ کیا جائے اور مٹھائی تقسیم کی جائے

مقابلہ کے لئے انعامات

نیشنل بیبی ویک کونسل (قومی ہفتہ صحت کی کونسل) نے ہفتہ صحت کی انجمن پنجاب کو چھ نقرئی تمغے عطا کئے ہیں جو ان اشخاص کو بطور انعام دیئے جائینگے جو مندرجہ ذیل چھ شعبوں میں سب سے اچھا پوسٹر اور ڈرامہ ارسال کریں۔

پوسٹر۔ قسم اول:۔ ایک پوسٹر جس میں ہفتہ اطفال کا اشتہار ہو۔

قسم دوم:۔ کم سے کم چھ اور زیادہ سے زیادہ دس پوسٹر زچہ اور بچہ کی بہبودی کے متعلق کسی مضمون پر ہوں۔

ڈرامے قسم اول۔ عوام کے لئے مضمون۔ بہبودی اطفال و زچگان۔

قسم دوم۔ حفظان صحت کے لئے مختلف مقامات کا معائنہ کرنے والے۔

مضمون:۔ **حفظان صحت کے معائنہ کنندہ کی زندگی کا ایک دن**

قسم سوم:۔ طلباء یونیورسٹی کے انڈر گریجویٹ لڑکے اور لڑکیاں انعام میں شامل ہو سکتی ہیں)

مضمون:۔ **بچہ کی بہبودی**

قسم چہارم:۔ سکول کے مدرس سکاؤٹ ماسٹر گائیڈ لیڈر وغیرہ۔

مضمون:۔ **بچوں کے لئے صحت کے متعلق ڈرامے**

ڈراموں کے متعلق اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ وہ سینما کی فلم پر اتارے جا سکیں۔

مقابلہ کرنے والوں کو اپنے مضامین پراونشل کمیٹی کے پاس ارسال کرنے چاہئیں۔ جن ڈراموں اور پوسٹروں کے لئے پنجاب ہیلتھ ویک (انجمن ہفتہ صحت پنجاب) کی طرف سے نقرئی تمغے انعام ملینگے انہیں نیشنل بیبی ویک کونسل کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ اور کونسل مذکور صوبجاتی کمیٹیوں کی طرف سے ہر قسم کے بہترین پوسٹر اور ڈرامہ کے لئے طلائی تمغہ انعام دیگی۔ انجمن ہلال احمر نے پراونشل کمیٹی کو مبلغ پانچسو روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔

ضروری اطلاع

چونکہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء تک پادری **عبد الحق** صاحب کی خدمات سمنری سہارنپور نے مستعار لی ہیں۔ لہذا جملہ صاحبان کو مطلع ہووے کہ پادری صاحب موصوف کے نام پر دعوت نامے نہ بھیجیں۔

ازطرف سمنری سٹاف سہانپور

نظام دکن کے محل فلک نما میں ایک جمعدار سید اسمٰعیل نے چوری کی اور بھاگنے پر پکڑا گیا چوری میں ہیرے جواہرات وغیرہ گئے تھے۔ انہیں سے کچھ مل گئے ہیں۔

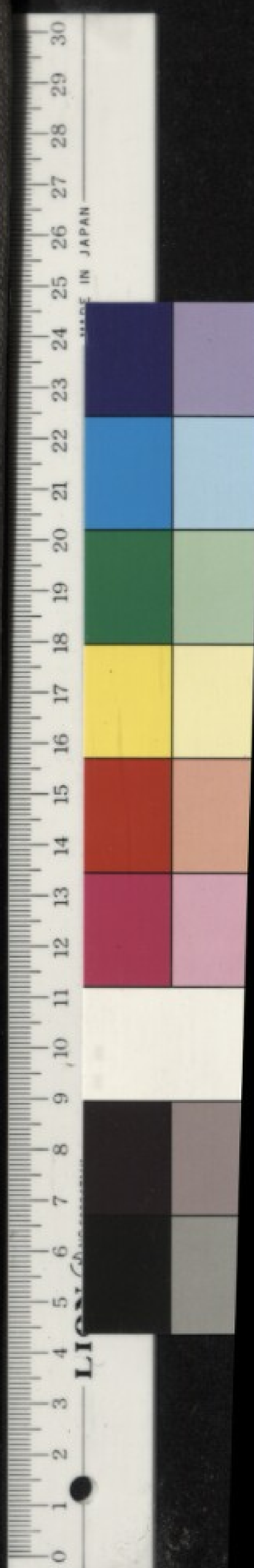
تعلیم صنعت وحرفت

کوئی زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ ہندوستان میں ہر فرد و بشر خوشحال اور زندہ دل دکھائی دیتا تھا۔ قحط اور پلیگ کا لوگوں کو خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ دیگر ملکوں کے باشندے ابھی نیم وحشیانہ حالت میں تھے۔ مگر ہر قسم کے آرام و آسایش کی سب چیزیں یہاں موجود تھیں۔ زربفت۔ مخمل۔ اطلس اور کشمیری شالیں ہمارے پہننے کے واسطے تھیں۔ کھانے کے واسطے طرح طرح کے پھل پھول اور دیگر اناج بکثرت پیدا کئے جاتے تھے۔ ہندوستان کا ساختہ مال ولایت و یورپ تک جاتا تھا۔ غرضکہ ہمارے ملک میں اعلےٰ کاریگر موجود تھے۔ مثلاً کارچوبی۔ زردوزی۔ نقاشی۔ مصوری۔ روغن سازی۔ کیمیاگری۔

بہت سے شاہی کارخانے اور مدارس موجود تھے۔ بلور اور چینی کے برتن بھی بنائے جاتے تھے۔ فولاد اور لوہے کی چیزیں خصوصاً اسلحہ سازی میں بے نظیر تھے چنانچہ شمشیر ہند دور دور تک مشہور تھی۔ بچہ بچہ کو ہنرمندکاری کا شوق تھا جسکی بدولت وہ غیروں کے محتاج نہیں ہوتے تھے۔ اور ان کا ساختہ مال غیر ممالک کو جاتا تھا۔ جس سے ہندوستان کی تجارت دن بدن ترقی کر رہی تھی۔ ملک خوشحال ہو رہا تھا۔ دوسری قومیں اس ترقی کو دیکھکر رشک کھا رہی تھیں۔ بلکہ ہندوستان کی تجارت پر قابو پانے کے لئے دانت پیس رہی تھیں۔

مگر افسوس آج ہماری حالت دگرگوں ہے بیسویں صدی میں جبکہ باقی دنیا نے ترقی کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا ہے ہمارے ہندوستان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیوں ہماری ایسی ابتر حالت ہو رہی ہے۔ اس کے اسباب کیا ہیں جو ہم کو دن بدن کنوئیں میں گرا رہے ہیں۔ اور کب تک ہماری حالت



ایسی ہی رہیگی۔ کتنی مدت تک قحط اور پلیگ کے ہم شکار بنے رہینگے۔ یہ معمولی سوال نہیں بلکہ ازحد ضروری باتیں ہیں جن کا سوچنا بلکہ حل کرنا ہر ہندوستانی کا فرض ہے ہمارے ہر ایک نوجوان کو غور کرنا چاہئے کہ جن بزرگوں کا نام لیکر ہم آئے دن شیخی بگھارتے تھے۔ کیا اب بھی ہم میں ان کا عنصر باقی ہے۔ اگر درحقیقت ہے تو ہمارا خون جوش میں کیوں نہیں آتا اور کیوں نہیں انہیں کے طریقہ پر عمل کرتے ہیں جس کے وسیلہ ہمارے بزرگوں کو اس قدر فائدہ پہنچا تھا۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے ہندوستان کی حالت اب بھی بہت اچھی ہے۔ مانا کہ پیداوار باہر چلی گئی ہے۔ کپاس اور غلہ ہندوستان میں نہیں رہا تو اس کی آمدنی) تو ہندوستان کے ہاتھ آنی چاہئے۔ مگر یہاں تو غلہ بھی نہیں اور جیب بھی خالی ہے۔ ہمارے ملک کے زمیندار اور کسان لگاتار صبح سے شام تک محنت کرتے ہیں اور پسینہ بہاتے ہیں پھر بھی ان کے بچوں کے واسطے کھانے کے واسطے سوکھی روٹی نصیب نہیں ہوتی۔ ہم دیگر قوموں کے لاکھوں بچوں کو پال رہے ہیں۔ اے رحمدلو اپنے محتاج بچوں کی طرف بھی ذرا خیال کرو۔ جنکا سوائے تمہارے کوئی والی وارث نہیں ہے۔ جب امریکہ اور یورپ میں ہم دیکھتے ہیں کہ تین دفعہ پیٹ بھر کر امیر و غریب کو کھانا ملتا ہے تو یہ دیکھ کر آہ نکلجاتی ہے۔ کہ ہائے لاکھوں پیارے ہندوستانی سوکھی روٹی کے ٹکڑے کو ترس رہے ہیں۔ جیسا کہ عقاب نادان بچے سے روٹی چھین کرلے جاتا ہے۔ ویسے ہی غیر ممالک کے تاجر ہمارے ہاتھوں سے روٹی لئے جارہے ہیں۔ خیال کرو کہ اس قدر گندم اور چاول پیدا کرتے ہیں۔ مگر جوں کا توں دوسروں کے ہاں چلا جاتا ہے۔

جب تک ہندوستان میں تجارت اور دستکاری (انڈسٹریل ایجوکیشن) کی تعلیم کا عام رواج نہیں ہوگا۔ ہماری حالت کبھی نہیں سدھریگی۔ ہندوستان میں گاؤں گاؤں میں تجارتی اور مختلف پیشوں کی کھیتی و باغبانی وغیرہ وغیرہ کے اسکول قائم ہونے چاہئیں۔ اگر ہم قوم کی بہبودی مانگتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے بال بچے در در بھیک نہ مانگیں اور قحط اور پلیگ کے شکار نہ بنیں تو خواہ کسی طرح کیوں نہ ہو ہم کو انڈسٹریل سکول کھولنا چاہئے۔ پیارے بھائیو۔ ان جاٹوں اور گنوار قلیوں پر رحم کرو۔ جو کہ فاقہ کشی کے دکھ سے گھر بار گروی رکھکر امریکہ و افریقہ و ہانگ کانگ وغیرہ میں مزدوری کرنے چلے جاتے ہیں۔

اے ہموطنو۔ یہ مت خیال کرو کہ یہ لوگ گنوار قُلی ہیں۔ مگر بے علمی نے ان کو قُلی بنادیا ہے۔ اگر ہندوستان میں کھیتی و باغبانی کے سکول ہوتے تو یہ لوگ پنجاب جیسی سرزمین چھوڑنے کا نام تک نہ لیتے۔

بہرحال آج ہم کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو صرف تجارتی اور دستکاری کے اسکولوں اور کالجوں کی جس سے ہم اپنی تجارت اپنے قابو میں کرسکیں اور جرمن و فرانس اور انگلینڈ اور امریکہ کے تاجروں کا ترکی بہ ترکی مقابلہ کریں اور روزمرہ کی زندگی کے ضروری اسباب ہندوستان میں بنانے کے قابل ہو جائیں +

اے میرے ہموطنو۔ یاد رکھو کہ جبتک ہماری روٹی کا سوال حل نہیں ہوگا ہم کسی قابل نہیں ہونگے مفلسی و پلیگ اور قحط سے ہمارا کبھی چھٹکارا نہیں ہوگا۔ بلکہ دن بدن افلاس بڑھتا ہی جائیگا۔ یہاں تک کہ ایک دن ہم اپنے بچوں کو معمولی تعلیم دینے کے قابل بھی نہ رہینگے۔

اُٹھو اور اتفاق کرکے اپنے لئے آپ صنعت وحرفت کے سکول کھولو۔ دنیا طرح طرح کے ہنروں میں کمال حاصل کررہی ہے۔ مگر ہندوستانیوں کو ان کا نام تک نہیں آتا۔ دوسروں کی ایجادوں کو دیکھکر حیران رہ جاتے ہیں۔ ہندوستان میں تو آج ہر فن اور ہر ہنر کے اسکولوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً سب سے پہلے کھیتی کا سکول ہونا چاہئے۔ جہاں کسانوں کو موجودہ طریقہ اور کھیتی کی مشینوں سے واقفیت ہو تاکہ وہ جدید سائنٹیفک طریقہ سے کھیتی کو ترقی دیں۔

علاوہ ازیں ہر قسم کے انجنیری اسکول ہونے چاہئیں۔ جہاں بجلی سٹیم انجن وغیرہ کی واقفیت ہو۔ کیمسٹری اور علم طبعی بھی ضرور سکھایا جاوے۔ دیکھو ہمارے ملک میں اس قدر سبزی۔ ترکاری پھل اور میوہ جات ہوتے ہیں کہ اگر ہم ان کو تازہ قائم رکھنا جانتے ہوں تو ڈبیوں میں بند کرکے غیر ملکوں کو روانہ کرسکتے ہیں۔ مصیبت اور قحط کے واسطے رکھ سکتے ہیں۔ کوئی غیر نہیں ہم کو مدد دیگا۔ ہمارے گھر میں آگ لگی ہے۔ ہم کو خود ہی بجھانی پڑیگی۔

اے میرے عیسائی بھائیو۔ آپس میں پیار رکھو۔ اور فساد اور کینہ کو چھوڑ دو۔ کیوں اپنے جوش اور طاقت کو فضول جھگڑوں میں صرف کررہے ہو۔

اے میرے دولتمند ہموطنو اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرو۔ لائق نوجوانوں کو مختلف ہنروں کی تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ دو اور جب تک ہمارے نوجوان سفر نہیں کرینگے ہرگز ہمارے سر سے جہالت کا بوجھ نہیں اُتریگا۔ ہمارے اُمرا کو چاہئے کہ غیر ممالک میں آنے والے طالب علموں کو وظائف دیکر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

سیموئیل اسٹیفن

گورنر پنجاب نے سوموار کو لاہور سے راولپنڈی تک ہوائی جہاز میں سفر کیا۔ فاصلہ ۱۷۹ میل ہے صرف ۲ گھنٹے سفر میں لگے۔

خبریں

دہلی ۲ فروری۔ مہاراجہ اندور کے از خود گدی سے دست بردار ہو جانے کی خبر کی ابھی تک سرکاری طور پر تصدیق نہیں ہوئی۔ بلا شبہ مہاراجہ صاحب اپنے قانونی مشیروں کے ساتھ مشورہ کرنے میں کچھ وقت لینگے۔ اور اگر ان کی خواہش از خود گدی سے دست برداری کی ہوئی تو گورنمنٹ ہند اس سوال پر از سر نو غور کریگی۔ اور اسے ایک نیا فیصلہ کرنا پڑیگا۔

(ہندے ماترم)

مدراس ۲ فروری۔ وفد جنوبی افریقہ نے کل وزاگ میں زیر صدارت سر پی۔ این شرما تقریر کی۔ صاحب صدر نے اپنی تقریر میں اس سلوک کی سخت مذمت کی جو گورنمنٹ جنوبی افریقہ ہندوستانیوں کے ساتھ کر رہی ہے۔ ڈیپوٹیشن آج صبح مدراس واپس آگیا۔

(رر)

بمبئی ۲ فروری۔ لیجسلیٹو اسمبلی کی اس نشست کے لئے جو مسٹر این۔ سی۔ کیلکر کے مستعفی ہونے کی وجہ سے خالی ہوئی ہے تین امیدوار تھے۔ ان میں سے دو یعنی مسٹر ایل۔ ایس کامت اور مسٹر کارندکر امیدواری سے دستبردار ہو گئے۔ اس وجہ سے تیسرے امیدوار مسٹر جوزف بپٹسٹا بغیر مقابلہ کے منتخب ہو گئے۔

(رر)

اندور ۲۷ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ شہزادہ بالا صاحب ولی عہد ریاست اندور اگلے ماہ ولایت جانے والے ہیں۔ بمبئی سے روانہ ہونے کی تاریخ ابھی تک مقرر نہیں ہوئی۔

(رر)

لنڈن یکم فروری۔ لوگوں کی یاد میں یہ پہلا موقعہ ہے جب ایک ہندوستانی نے ذاتی طور پر حاضر ہو کر پریوی کونسل میں اپنے مقدمہ کی پیروی کی ہے۔ اپیل کنندہ بلاس چندر بینرجی سابق سب انسپکٹر بنگال پولیس ہے۔ سب انسپکٹر نے ایک سال کے لئے خاص چھٹی لی تھی تاکہ کلکتہ ہائی کورٹ نے جو ایک سال کی سزا دے دی تھی اس کے خلاف وہ خود اپیل کرے۔ یہ سزا اسے ۱۹۲۲ء میں ملی تھی۔

مسٹر بینرجی کے پاس عملی طور پر کوئی روپیہ نہ تھا اور وہ ایک دولتمند سیاح کا ملازم بنکر انگلینڈ آیا۔ بعد میں اسکی ایک ایسوسی ایشن سے جو ہندوستانیوں سے خاص دلچسپی رکھتی ہے واقفیت ہو گئی۔ ایک گھنٹہ بھر اپیل پڑھنے کے بعد مسٹر بینرجی تھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

لارڈ ہیلڈن نے اپیل کنندہ کو مبارکباد دی کہ اُس نے اپنا کیس بڑی اچھی طرح سے پیش کیا ہے اور کہا ہمیں نہایت افسوس ہے ہم آپ کی امداد نہیں کر سکتے۔ پریوی کونسل فوجداری مقدمات کی اپیل کی عدالت نہیں۔

(رر)

دہلی ۳۰ جنوری۔ کابل کی مزید اطلاعات مظہر ہیں کہ دریائے آکسس کے درمیان واقع جزیرہ کے قبضہ کے متعلق روسیوں اور افغانوں میں جھگڑا فیصل نہیں ہوا۔ ابھی تک روسیوں نے جزیرہ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور وہ اسے خالی کرنے کے کوئی آثار نہیں دکھاتے ہیں۔ ڈپلومیٹک گفت و شنید جاری ہے۔ روس ثالثی کے حق میں ہے لیکن افغان یہ چاہتے ہیں کہ روسی جزیرہ خالی کر دیں جس پر افغان اپنے دعوے کرتے ہیں۔ دوسری طرف اگر ثالثی اور مناسب حدبندی کی اجازت دی جائے تو روس جزیرہ خالی کرنے کو بھی تیار ہے۔

اس وقت حالت ایسی ہے کہ ہر چیز رکی ہوئی ہے۔ لیکن امید کی جاتی ہے کہ دونوں اطراف کی خواہش صلح کے باعث کوئی نہ کوئی دوستانہ سمجھوتہ ہو جائیگا۔

(رر)

بمبئی ۲ فروری۔ بمبئی کے ایک اخبار کا خاص نامہ نگار مقدمہ قتل باولہ اور مہاراجہ اندور کے متعلق یہ اطلاع دیتا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے گورنر جنرل کا پیغام موصول ہونے کے فوراً بعد سر تیج بہادر سپرو کو اس بارے میں انہیں مشورہ دینے میں طلب کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب ان الزامات سے جو ان پر لگائے جاتے ہیں انکار کرتے ہیں اور اس لئے انہیں مدعو کیا گیا ہے کہ آپ ان الزامات کے متعلق اپنی ریاست میں تحقیقات کرائے جانے کے متعلق گورنمنٹ ہند کو مدد دیں تاکہ اس واردات کے آغاز واقعہ کا پتہ لگ سکے۔ اس مقصد کو مد نظر رکھ کر افسران پولیس ریاست اندور میں پہنچ گئے ہیں اور وہاں ضروری تحقیقات شروع ہو گئی ہے۔

(رر)

وجیا بائی نامی ایک نیا دیوی نے بمبئی کی عدالت فوجداری میں دو ملازموں کے خلاف جن پر چوری کا الزام تھا شہادت دیتے ہوئے کہا کہ میں ۳ دسمبر کو اپنا کمرہ بند کر کے ایک پڑوسن کے پاس چلی گئی جب میں واپس آئی تو میں نے اپنے کمرے کا قفل ٹوٹا ہوا دیکھا۔ روشندان میں جھانک کر دیکھنے پر معلوم ہوا کہ دونوں ملازم اندر گھسے ہوئے ایک ٹرنک توڑنے اور پوجا کے چاندی کے برتن جمع کرنے میں مصروف تھے۔ فوراً میں نے باہر سے دروازہ بند کر دیا اور پولیس کو بلا کر ملزموں کو گرفتار کرا دیا۔ (رر)



(۶) **خاندانی صلیب**۔ جب خداوند کی نظر اپنی ماں پر پڑی ہوگی تو فرود دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہوگا۔ ماں سے جدا ہونا اور لاچاری کی حالت میں چھوڑ جانا برداشت سے باہر ہوگا۔ مریم کے غم کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ فرشتے کے کہنے کے مطابق اُس کی روح پر تے تلوار کا گذر ہو رہا ہوگا۔ اپنے بیٹے کی جدائی کا رنج خود اُس کو موت کے سائے کی وادی میں لئے پھرتا ہوگا اس قسم کی صلیب میں عزیزوں کی تکلیفیں شامل ہیں کوئی دنیا میں ایسا خوش نصیب نہیں ہوگا جس کے اوپر صلیب نہ ہو۔ ہم یاد رکھیں کہ یہ صلیب اوپر سے ہے اور اُس نے دی ہے جس نے فرمایا ہے "قیامت اور زندگی میں ہوں"۔

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ کئی صلیبیں ہمارے اوپر رکھی گئی ہیں۔ ان سب کا ہر روز اُٹھانا ہمارا فرض ہے۔ کیونکہ زندگی کی کامیابی یہی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صلیب ہماری چلدار زندگی میں رکاوٹ پیش کرتی ہے لیکن حقیقت میں جو رکاوٹ ہے وہی زندگی کا تازیانہ ہے علم طبعیات کا اصول ہے کہ حرکت رگڑ سے کم ہوتی ہے۔ مگر بغیر رگڑ کے حرکت ناممکن ہے۔ جب تک ہم صلیب کے بوجھ کو محسوس نہیں کرتے۔ ہم خدا کی محبت کے مزے سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ گرمی کے موسم میں جب دھوپ تڑاکے سے پڑ رہی ہے۔ ایک شخص صبح سے ایک درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں پڑا سو رہا ہے اور ایک شخص دوپہر کے وقت کئی کوس کی منزل طے کر کے اور بوجھ لادے ہوئے پسینے میں غرق اس درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے جہاں کہ ہوا کے خوشگوار جھونکے چل رہے ہیں۔ کیا یہ پہلا شخص کہ جو سو رہا ہے اس مسافر کے برابر فرحت بخشیگی جو تھکا ماندہ ہو کر درخت کے سایہ میں آ بیٹھا ہے ہرگز نہیں۔ ہم میں سے بہت ایسے ہیں جنکو کبھی پسینہ نہیں آیا۔ روحانی جنگ کا تجربہ نہیں کیا۔ صلیب کو اُتار پھینکا اور مسیح کی محبت کے مزے سے محروم رہے

پس صلیب برداری ہی مسیحی کی زندگی کا لُطف ہے جس نے مسیحی ہو کر صلیب برداری کی زندگی بسر نہ کی اُس نے مسیحی ہو کر مسیحی زندگی کا کچھ تجربہ نہ کیا۔

راقم:- ایک صلیب بردار

دُعا سامی

اے میرے محبوب میری زندگی بیکار ہو
کس طرح آگے بڑھوں ہستی کا بھاری بار ہو
ہے تلاطم گرد میرے دل میرا بیزار ہے
ناامیدی کا سمندر فکر کا کہسار ہے
بحرِ ہستی میں کہیں یوں ہی نہ ہو جاؤں فنا
تاب کھینے کی نہیں ہے ناؤ بے پتوار ہو
غم کے بادل ہیں گھرے اور عاقبت تاریک ہو
موت کے سایہ کی وادی ہر طرف پُرخار ہے
بیان ہو سکتا نہیں ہے میری گمراہی کا حال
جس طرف جاتا ہوں میں دیوار کی سرکار ہے
کلفتیں مٹ جائیں سب افکار بھی کافور ہوں
اک جھلک دیدار کی مجھ کو فقط درکار ہے
پاس کس کے جاؤں اے پیارے مسیح تیرے سوا
تو ہی بس منجی و مونس ہمدم و غمخوار ہے

محسوساتِ سامی

صحرائے ہستی میں اپنے کوئی نخلستان نہیں
تشنہ کامی تپش کے واسطے ساماں نہیں
کشمکش سے ڈرنا۔ ماناہت مرداں نہیں
مرحلے ہیں سینکڑوں اور آفتوں کا پایاں نہیں
اس سفر کی حد نہیں اور واپسی ممکن نہیں
ناامیدی جس کو طے کر لے یہ وہ میداں نہیں
سر دُھنا کرتا ہوں ویرانی میں ناکامی سے میں
پر نگاہ ملتا ہے نہیں آتا نظر نعماں نہیں

تقویت درکار ہے لیکن خوشی بھی چاہئے
کیا سدا خوش رہنے کو پیدا ہوا انساں نہیں
ہمسفیرو یاد رکھو اپنا ایک کپتان ہے
مت ڈرو میں ساتھ ہوں کہا اُس کا یہ فرمان نہیں
منزلِ مقصود پر پہنچو گا نہ ہرگز مسیح
کچھ نہیں گر پاس میرے تیرا اطمینان نہیں

لانگ فیلو
کی ایک مشہور انگریزی نظم کا ترجمہ

منبر پہ ایک رات کو اک بندۂ خدا
گھٹنوں کو اپنے ٹیک کر کرنے لگا دعا
مدت سے اے مسیح تیری خدمت میں ہوں لگا
پوری نہ ہوئی میری کبھی ایک تمنا
تیرے فضل کے گنج سے سب کچھ مجھے ملا
ارمان ہے کہ کاش ہو جلوہ ترا عطا
پہنچی یہ دلپذیر فلک پر جب التجا
ایک نور کی صورت ہوئی منبر پہ ہویدا
بندہ نے آرزو کی جو آنکھوں کو اُٹھایا
دیکھا کہ پُرجلال مسیحا وہاں کھڑا
گھٹنوں پہ گر کے اس نے کیا حق کا شکریہ
اے شاہِ دوجہاں میرا بر آیا مُدعا
غائب نہ ہوا تھا ابھی منبر سے نظارہ
باہر کے کام کے لئے گھنٹے نے دی صدا
کچھ دیر تک یہ فیصلا اس سے نہ ہو سکا
جلوے کو دیکھتا رہے یا فرض ہو ادا
حسرت کو ساتھ لیکے وہ منبر سے چل دیا
دیکھا کہ تیموں کا لگا اک ہے جمگھٹا
ہر روز کا معمول تھا۔ اُن کو کھلا دیا
دل میں مگر تھا بہت وہ بیتاب ہو رہا
دلگیر ہو رہا تھا کہ وہی دل نے یہ ندا

غربا پہ خفا ہونا تجھے ہے نہیں روا
تب صورتِ نورانی نے بندہ سے یہ کہا
رحم و کرم جو کرتے ہیں ہوں ساتھ میں سدا
منبر پہ آیا اور یہ کہہ کے ہے کھڑا
وہ منجی مصلوب وہ نورانی دربا

کوچہ چین شاہ عقب مسجد وزیر خاں لاہور میں ایک مسجد بوہڑ والی کے نام سے ہے۔ اہل محلہ کے چندہ سے اسکی مرمت ہورہی تھی کہ ایک سعودی مرید نے ایک دن موقعہ پاکر دوپہر کو جبکہ راج مزدور کھانا کھانے کو گئے ہوئے تھے اور کوئی موجود نہ تھا مسجد کی دیوار غسلخانہ اور وضو کی ٹوٹیوں کی جگہ گرادی۔ امید ہے کہ پتہ چلنے پر اسکی پوری گوشمالی کی جائیگی۔

دعا گو

پادری ٹی ویلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ مینیجر زرافشاں ایمپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائیٹر چھپا +